مخمس

درمدح امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

مولانا اظہرؔ فیض آبادی مرحوم

افسوس توقع تھی کچھ جس سے مروت کی
کی صاف دغا اس نے بیکار خصومت کی
روداد ہے یہ اپنی ناکامی قسمت کی
ہر چند کہ درباں کی منت کی سماجت کی
زنجیر لگی پائی پھر بھی در دولت کی

ہے رشک قمر کوئی پنہاں مری منزل میں
یا شمع کوئی روشن ہے دامن محفل میں
یا جلوہ فگن لیلیٰ ہے پردۂ محمل میں
کہتی ہے تڑپ دل کی ساکن ہے کوئی دل میں
لذت ہمیں حاصل ہے غیبت میں شہادت کی

درخواست پہ غیروں کی بڑھتی گئی خاموشی
مشتاقوں پہ ڈالا ہے اک پردۂ بے ہوشی
محروم ہے ہر طالب اللہ ری فراموشی
اغیار سے بھی پردہ اپنوں سے بھی رو پوشی
اے پردہ نشیں تو نے کیا خوب عدالت کی

حق یہ ہے گناہوں کی پرسش سے بھی ڈرتا ہوں
اور رحمت باری پر نازاں بھی غضب کا ہوں
آ جاؤں اگر ضد پہ دکھلا دوں ابھی کیا ہوں
حشر آج بپا کر دوں نالوں سے اگر چاہوں
اچھی کہی واعظ نے فردائے قیامت کی

اک زلزلہ پیدا ہے کیوں عالم امکاں میں
قائم ہے صف ماتم کیوں حسرت و ارماں میں
جنبش نظر آتی ہے ہر قالب بیجاں میں
کیوں حشر ہوا برپا یہ گور غریباں میں
کس شوخ کی ٹھوکر نے برپا یہ قیامت کی

ہے سب سے جدا نقشہ کچھ عالم ویراں کا
کیا ذکر گل تر کا اور شمع فروزاں کا
ادنیٰ یہ کرشمہ تھا شب کو غم ہجراں کا
بے کس کی لحد پر جو عالم تھا چراغاں کا
تھی شعلہ فشانی وہ داغ غم فرقت کی

کیوں اہل محبت سے اک بار نظر پھیری
کیا حسن کی خدمت میں تقصیر ہوئی ایسی
شمشیر غضب آخر کیوں خوں کی ہوئی پیاسی
خوں ریز نگاہوں سے کیوں تیغ ستم کھینچی
آخر تری غفلت کی کب میں نے شکایت کی

اب عہد رسالت کا کچھ نقش دکھانا ہے
پھر کفر کی ہستی کو دنیا سے مٹانا ہے
عالم میں نئے سر سے اک رنگ جمانا ہے
پھر مہر منور کا مشتاق زمانا ہے
پھر چھانے لگی ظلمت دنیا میں جہالت کی

اے حجت ربانی ہے شان نئی تیری
پردہ میں ہے بے پردہ واللہ تری ہستی
دلکش یہ ادا تیری کیا ہم نے نہیں دیکھی
دیتا رہا بے پردہ ہستی کا ثبوت اپنی
پردہ میں نہاں رہ کر اسلام کی خدمت کی

دلبند ہے زہرا کا نور نظر حیدرؑ
فرزند حسنؑ تو ہے لخت دل پیغمبرؐ
کس طرح بھلا مانوں تجھ سے ہے کوئی بڑھ کر
سن میں ہے اگر کمتر رتبہ میں کہیں برتر
کیا بات ہے حیرت کی عیسیٰؑ نے جو بیعت کی

اعزاز رسالت میں موسیٰ سے نہیں تم کم
بیجا نہیں کچھ نازاں تم پر ہوں اگر آدم
رتبے سے تمہارے تو آگاہ ہے اک عالم
ماموم بنے تم کیوں اے لخت دل مریم
کیا آگے نبوت کے منزل ہے امامت کی

ہے طرفہ ستم منکر تیرا ہو اگر انساں
پوشیدہ ہے آنکھوں سے ہر جسم کے اندر جاں
یا ابر کے پردہ میں چھپ جائے مہ تاباں
دنیا میں تری ہستی یوں آنکھوں سے ہے پنہاں
جس طرح نہاں گل میں اللہ نے نکہت کی

ایوان سیاست میں لو دل کے مکیں آئے
میزان عدالت کی لے کر شہ دیں آئے
دیدار کو بھی قدسی بالائے زمیں آئے
پیغام خدا لے کر پھر روح امیں آئے
قالب میں امامت کے ہے روح رسالت کی

سلام

ڈاکٹر رضا حسین رمزؔ لکھنؤ

تھی کل بھی اس زمانے کو حاجت حسینؑ کی
ہے آج بھی جہاں کو ضرورت حسینؑ کی

کس عزم سے یہاں جیو، کس شان سے مرو
یہ گُر سکھا رہی ہے، شہادت حسینؑ کی

اللہ سے رسولؐ سے قرآں سے پوچھئے
دنیا یہ کیا بتائے گی عظمت حسینؑ کی

جنت کی سمت بڑھتے ہوئے کہہ رہے ہیں لوگ
ہم پر ہوئی ہے چشم عنایت حسینؑ کی

دارین میں سکون سے رہنا جسے بھی ہو
دل میں بسا لے اپنے وہ الفت حسینؑ کی

خوشبو نہ مل سکے گی اسے رمزؔ خلد کی
حاصل نہ ہوگی جس کو شفاعت حسینؑ کی